علم طب میں مسلمانوں کا حصہ

محمد اختر مسلم

صدیاں گزر چکی ہیں لیکن قرون وسطی کے مسلمان دانشوروں، سائنس دانوں انجینئروں، طبیبوں اور اہل صنعت و حرفت کے کارناموں کی تابانی میں ذرا بھی فرق نہیں آیا ۔ ان کے نظریے، ان کے علوم و فنون، ان کی عمارتیں اور ان کی ایجادات آج بھی بہت سے ترقی یافتہ علوم و افکار کی بنیاد ہیں ۔ اور ان کے بعض نظریات تو تھوڑے بہت فرق کے ساتھ جوں کے توں اب تک موجود ہیں ۔ کندی، فارابی، بیرونی، زہراوی، رازی، ابن سینا، رومی، خالد بن یزید بن معاویہ، جابر بن حیان، الیعقوبی، ابن رشد، غزالی، ابن طفیل، محمد بن موسی مسعودی، بیطار طوسی، ابو الوفا اور ماوردی، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کارزار حیات کے مختلف شعبوں میں تجربے کئے ۔ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے قدرت کے بہت سے رازوں سے پردے اٹھائے ۔ علم کے کارواں کو صحیح راستے پر لگایا ۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ لوگ قدیم و جدید علوم کے درمیان بیچ کی کڑی تھے ۔ اگر بیچ کی یہ کڑی نہ ہوتی تو شاید عصر حاضر بھی آج اس شکل میں موجود نہ ہوتا ۔ یہ محض "پدرم سلطان بود" کا لاف و گزاف نہیں ۔ مسلمانوں کو اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ یورپ کی موجودہ علمی ترقی میں ان کا بھی حصہ ہے ۔ اور اگر آج ہم یورپ کے علوم سے استفادہ کر رہے ہیں تو یہ گویا اپنی ہی متاع گم گشتہ کی باز یافت ہے ۔ ہمیں مغرب پرستی کے طعنے سے گھبرا کر یورپ سے استفادہ میں تأمل نہیں کرنا چاہئے ۔ علم دست گرداں ہے ۔ ہم نے یونانیوں سے علوم سیکھے ۔ ہم سے یورپ نے سیکھے ۔ اب یورپ سے ہم سیکھ رہے ہیں ۔ اور اگر ہم نے اسی لگن اور جذبہ کے ساتھ اپنے استفادہ کو جاری رکھا تو وہ دن دور نہیں جب دوسرے لوگ پھر ہم سے علم حاصل کریں گے ۔

علم شفاء سے مسلمان عربوں کی دلچسپی کا محرک در اصل وہ مشہور قول ہے جس میں علم کی دو شاخیں بیان کی گئی ہیں ۔ یعنی علم ادیان اور علم ابدان ۔ گویا دین اور طب ہی

اصل علوم هیں ۔ اور سچا جوینده وه ہے جو ایک ساتھ بدن اور روح کی شفاء و تندرستی کا طالب ہو ۔ حکیم الامت علامہ اقبال کی اصطلاح میں تن کی دنیا اور من کی دنیا ایک صحیح جوینده حقیقت کے لئے یہ دونوں ولایتیں الگ الگ نہیں بلکہ ایک ھی ملک کے دو متصل خطے هیں جن کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا ۔ چنانچہ اسی نظریہ کا اثر تھا کہ پہلے زمانے میں ایک طبیب فن طب میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ ما بعد الطبیعات کا جاننے والا ۔ فلسفی اور حکیم بھی ہوتا تھا ۔ یہ عرب ھی تھے جنھوں نے سب سے پہلے دوا فروشی کی دوکانیں کھولیں ۔ اور دواسازی «صیدلہ» کا سب سے پہلا مکتب قائم کیا ۔ دواؤں کے خواص کے فن قرابادین پر اولین کتاب پیش کی ۔ ۹۳۱ ء میں خلیفہ المقتدر کے حکم سے طبیبوں کا امتحان لینے کے سلسلے میں ممتاز طبیب سنان بن ثابت کا تقرر عمل میں آیا ۔ اسے ہدایت کی گئی کہ وہ صرف ایسے ھی طبیبوں کو علاج معالجہ کا اجازت نامہ جاری کرے جو مقررہ معیار پر پورے اتریں ۔ صرف شہر بغداد میں ۸۶۰ سے بھی زیادہ طبیبوں نے اس عملی امتحان میں کامیابی حاصل کی اور یوں سارا دار الخلافہ غیر مستند اتائیوں اور نیم حکیموں سے پاک ہو گیا ۔

الرازی جس کو یورپ RHAZES کے نام سے یاد کرتا ہے ۸۶۵ ء میں پیدا ہوا اور ۹۲۵ ء میں انتقال کر گیا ۔ الرازی نہ صرف دنیائے اسلام میں بلکہ قرون وسطی کے جملہ مفکرین اور اطباء میں سب سے زیادہ ذہین اور طباع مفکر و طبیب تھا ۔ وہ بغداد کا سب سے بڑا طبیب تھا ۔ کہتے هیں کہ بغداد کے ایک نئے بڑے شفاخانہ کے محل و قوع کے انتخاب کے لئے اس نے مختلف مقامات پر گوشت کے ٹکڑے لٹکا دئیے تھے اور جس مقام پر گوشت کے سڑنے کی علامات سب سے کم پائی گئیں اسے ہسپتال کی تعمیر کے لئے منتخب کر لیا ۔ جراحی کی وہ سوئی جس سے زخم کھولا جاتا ہے جسے انگریزی میں (SETON) کہتے هیں اسی کی ایجاد ہے ۔ رازی کے طبی رسائل میں سے اس کا وہ رسالہ سب سے زیادہ مشہور ہے جو اس نے چیچک اور کھسرہ پر لکھا ہے ۔ «الجدری و الحصبہ» تاریخ طب میں اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ہے ؟ اور افادیت کے اعتبار سے اسے بجا طور پر عربوں کے طبی ادب کا شاہکار سمجھا جاتا ہے ۔ لیکن اس سے بھی بڑا کارنامہ رازی کی جامع تصنیف الحاوی ہے ۔ اس کا پہلا لاطینی ترجمہ ایک یہودی فرج بن سالم نے انژد کے چالس اول کی سرپرستی میں ۱۲۷۹ ء کے قریب کیا تھا ۔ بعد ازاں (۱۲۸۶ ء کے بعد) یہ کتاب یورپ میں CONTINENS کے نام سے کئی بار شائع ہوئی ۔ ۱۵۴۲ء

میں بمقام وینس یہ کتاب پانچویں مرتبہ طبع ہوئی ۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے یہ کتاب طبی معلومات کی قاموس ہے۔ اس میں ان تمام معلومات کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے جو اس زمانہ تک یونان ، ایران اور ہندوستان کے طبی ادب سے عربوں نے حاصل کی تھیں ۔ مزید برآں رازی نے اپنی تازہ بہ تازہ طبی تحقیقات بھی اس میں شامل کیں ۔ حکیم الرازی کی طبی تصانیف ایسے زمانہ میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئیں جب طباعت و اشاعت کا نظام اپنے عہد طفولیت میں تھا ۔ حکیم الرازی کی تصانیف لاطینی مغرب کے دماغوں پر صدیوں تک نمایاں طور پر اثر انداز رہیں ۔ ڈاکٹر کارل سوڈوف کی رائے میں رازی ہر دور کا عظیم ترین طبیب ہے۔ اور فرینڈ کہتا ہے اس نے خون کے خمیر میں چیچک کا سبب دریافت کیا ، ۔

عرب کی تاریخ طب میں حکیم الرازی کے بعد دوسری ممتاز شخصیت حکیم بو علی سینا (AVICENNA) کی ہے۔ حکیم بو علی سینا کی مشہور زمانہ بلند پایہ قاموسی کتاب القانون فی الطب ہے۔ جس کا یورپی زبانوں میں CANON کے نام سے ترجمہ ہو چکا ہے۔ طب کی تاریخ میں اس کتاب کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔ یورپ کی طبی درس گاھوں میں اس کو درسی کتاب کے طور پر پڑھایا جاتا تھا ۔ پندرھویں صدی کے آخری تیس سالوں میں اس کتاب کا ایک عبرانی اور پندرہ لاطینی ایڈیشن شائع ہوئے ۔ حکیم بو علی سینا نے اپنی تصنیف القانون کے ایک باب بعنوان ,, من العقاقیر و الادویہ،، میں کم و بیش ۷۶۰ دواؤں کے نام اور خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ بارھویں صدی سے لیکر سترھویں صدی تک مغربی دنیا میں اس کتاب کو ایک کامل رہبر حیثیت حاصل رہی ہے۔ اور آج بھی یورپی دنیا میں اس سے استفادہ کا عمل جاری ہے ۔ ڈاکٹر ولیم آسلر(OSLER DR. WILLIAM) نے اپنی مشہور کتاب FO MEDICAL SCIENCE EVOLUTION میں حکیم بو علی سینا کی کتاب القانون کے متعلق لکھا ہے کہ ,, ابن سینا کا رسالہ القانون اتنی طویل مدت تک طبی انجیل کی طرح پڑھا جاتا رہا کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ،، ۔

چودھویں صدی عیسوی کے وسط میں یورپ طاعون پھیلنے کے باعث تباہ ہو رہا تھا ۔ عیسائی اس آفت کے سامنے قضائے الٰہی کے عقیدے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ چونکہ یہ بلا اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس لئے اسے کسی طریقے سے بھی روکا نہیں جا سکتا ۔ توھمات کی اس تاریکی میں غرناطہ کے مشہور طبیب ابن

الخطیب نے تحقیق کی قندیلیں روشن کیں ۔ انہوں نے متعدی امراض کے متعلق ایک رسالہ لکھا جس میں سائنٹفک تحقیقات کی روشنی میں یہ بات ثابت کی کہ ،

»جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم تعدیہ کے امکان کو نہیں مانتے کیونکہ یہ احکام الٰہی کے خلاف ہے۔ ان لوگوں کو ہمارا جواب یہ ہے کہ تعدیہ کا وجود تجربات ، تحقیقات ، فہم و ادراک کی شہادت اور قابل اعتماد بیانات سے ثابت ہے۔ یہ تمام حقائق زبردست دلیلیں تعدیہ کی صداقت پر تحقیق کرنے والے پر پوری طرح ثابت ہو سکتی ہیں جب وہ دیکھتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو کسی متعدی مرض میں مبتلا مریض کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اور رہتا ہے آخر کار اس مرض میں خود بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو متعدی مرض میں مبتلا مریض سے دور رہتا ہے اس مرض سے بالکل محفوظ رہتا ہے۔ تحقیق کرنے والا یہ بھی معلوم کر سکتا ہے کہ متعدی مرض کے جراثیم مریض کے کپڑوں ، اس کے کھانے پینے کے برتنوں ، حدیہ کہ کان کے ،بندوں کے ذریعہ بھی دوسرے آدمیوں میں منتقل ہو جاتے ہیں « ۔

PHILIP K. HITTI --« THE ARABS » PAGE 141

ابن میمون ایک مشہور طبیب گذار ہے۔ اس نے ختنہ کے طریقے کی اصلاح کی ۔ بواسیر جیسے موذی مرض پر تحقیق کی اور »قبض« کو اس کی علت قرار دیا ۔ اس کے لئے ایسی ہلکی پھلکی غذا تجویز کی جس میں بیشتر ترکاریاں ہیں ۔ طب پر اس کی مشہور ترین تصنیف » الفصول فی الطب« ہے ۔

الزہرا اندلس کا ایک قصبہ تھا ۔ جو قرطبہ سے پانچ میل کے فاصلے پر تھا ۔ یہ قصبہ اب مٹ چکا ہے لیکن اپنی خاک سے جس نامور شخصیت کو جنم دیا وہ آج تک زندہ ہے۔ اس بطل جلیل کا نام شیخ ابو القاسم بن عباس زہراوی تھا ۔ جو ایک عظیم سرجن کی حیثیت سے مشہور ہوا ۔ جسے دنیائے طب فن جراحت کے امام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

شیخ الزہراوی نے ایک »التصریف« لکھی ۔ اس کتاب کی شہرت کے سبب کتاب کا نام خود مصنف کے نام پر پڑ گیا ۔ اور اب طب کی دنیا میں یہ کتاب زہراوی کے نام سے معروف ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ مصنف کے تبحر علمی کا آئینہ دار ہے اور دوسرا حصہ عملی تجربات پر مشتمل ہے۔ کتاب کا دوسرا حصہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔

۱ ـ داغنے کا بیان ـ اس باب میں شیخ الزہراوی نے سر سے پاؤں تک تمام جملہ امراض کا علاج داغنا تجویز کیا ہے ـ ہر فصل میں ہر بیماری کے متعلق تفصیل سے بحث کرتے ہوئے شیخ نے لکھا ہے کہ پہلے دواؤں سے کام لو ـ اگر علاج کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو پھر داغنا ھی مناسب ہے ـ امام الجراحت شیخ الزہراوی نے داغنے کے متعدد آلات بنائے اور پھر ان کے استعمال سے متعلق بالتفصیل لکھا ـ ان آلات کی تعداد تقریباً ۸۵ ہے ـ آج سائنس کے ترقی یافتہ عہد میں بھی ہر مرض کا آخری علاج شعاعوں RADIOTHERAPY کے ذریعہ ھی کیا جاتا ہے ـ شیخ الزہراوی نے اپنی تحقیق سے یہ بھی ثابت کیا کہ جب مرض زخم کی صورت اختیار کر لے تو پھر اس کا علاج صرف اور صرف داغنا ہے ـ مثلاً ناسور ، جذام ، بواسیر وغیرہ وغیرہ ـ

(ب) شـــق (OPERATION)

اس باب میں اعضاء اور امراض سے متعلق بحث ہے تاکہ مرض کی صحیح تشخیص ہو اور مریض کا علاج صحیح اور بروقت ہو سکے ـ پھر اس امر کی وضاحت ہے کہ اگر ان امراض میں سے کوئی مرض زخم کی صورت اختیار کر لے تو اس کے آپریشن کا طریق کیا ہونا چاہئیے ـ خصوصاً سر کی جراحی ، دانت نکالنا ، ہلتے ہوئے دانتوں میں سونے یا چاندی کے تار باندھنا ـ آج بھی دانتوں کے مختلف امراض کے علاج کے سلسلے میں چاندی کا سیال بھرا جاتا ہے ـ آنکھ کے پردے کا آپریشن ، کان اور ناک کٹے ہوئے اجزاء کا جوڑنا ، ٹانکے لگانا وغیرہ ، غیر طبعی شکل میں پیدا ہونے والے جنین کو رحم مادر سے نکالنا ، توأم بچوں کے مردہ جنین کو نکالنا ، بچوں کے فطری اعضاء اگر غیر فطری حالت میں ہوں تو ان کا کھولنا ، زائد گوشت کا آپریشن کرنا اور کاٹنا ، پتھری کو خواہ مثانہ میں ہو یا گردے میں نکالنا ، پیٹ کا آپریشن ، ورم شدہ مقامات کا آپریشن ، چھوٹی سی چھوٹی رگ میں نشتر لگانا وغیرہ ، یہ وہ کارنامے ھیں جن کے آگے عہد حاضر کی جراحت بھی عزت و احترام کے ساتھ اپنا سر خم کرتی ہے ـ

شیخ الزہراوی اپنی مذکورہ تصنیف میں لکھتے ھیں کہ اگر طوالت میری اس تصنیف کے لئے غیر مناسب نہ ہوتی تو میں اس کے متعلق دقیق باتیں بیان کرتا اور دلیل و برہان سے بتاتا

کہ آگ کس طرح اجسام میں اپنا کام کرتی ہے۔ مگر ہر شخص کے لئے اس کا فہم مشکل ہوتا ۔ وہ اپنے مشاہدات و تجربات کے ضمن میں لکھتے ھیں کہ ،

«میں نے جو کچھ اس فن میں حاصل کیا اس لئے کیا کہ میں حکمائے قدیم کا بڑی عمیق نظر سے مسلسل مطالعہ کرتا تھا ۔ پھر ان کے تجربات سے میں نے اس فن کو مستنبط کیا اور عمر بھر ان نظریات کی روشنی میں تجربات کرتا رہا ۔»

امام زھراوی سے قبل فن جراحت خصوصاً اعضاء کے جوڑ اور آپریشن کا فن مدون و مرتب نہ تھا ۔ قدیم حکما کے تذکروں میں اس شعبہ کا ضمناً ذکر ملتا ہے ۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ امام زھراوی نے فن جراحت کے موتیوں کو جو بکھرے پڑے تھے اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ منتشر ہونے کے سبب اپنی آب و تاب سے محروم ہو جائے انہیں یکجا کرکے لازوال ابدیت عطا کی ۔ اور یوں اس فن کی عظمت میں چار چاند لگ گئے ۔

امام زھراوی نے جس تحقیق و کاوش سے فن جراحت کی تدوین کی اس کے لئے انسانیت ھمیشہ ان کی ممنون احسان رہے گی ۔ انہوں نے کسی گوشے کو نامکمل نہیں چھوڑا حتی کہ جراحت کے سلسلے میں مرھم پٹی ، پرھیز ، اور موسمی اثرات وغیرہ کا بھی ذکر تفصیل سے کیا ۔

جسم انسانی کا ہر عضو ایک اھمیت کا حامل ہے ۔ لیکن دل و دماغ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے ۔ امام زھراوی نے دماغ کا آپریشن بھی کیا ۔ اس باب میں ان کی تحقیق کیا ہے ۔ اس سلسلہ میں ان کی تصنیف سے ایک باب نقل کیا جاتا ہے ۔

بچوں کے سر میں پانی جمع ہونے کے اسباب

اس نوع کی بیماری بچوں کو زیادہ تر ولادت کے وقت ہوتی ہے ۔ دایہ کا بچہ کو ولادت کے بعد بغیر کسی نرم چیز کا سہارا دیئے رکھ دینے سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے ۔ بعض اوقات پوشیدہ امراض بھی اس کا سبب بن جاتے ھیں ۔ بچوں کے علاوہ یہ مرض بڑوں کو بھی لاحق ہو جاتا ہے ۔ میرے تجربہ کے مطابق اس مرض میں بچے کی موت جلد واقع ہو جاتی ہے ۔ بچہ کا سر بڑا ہونا شروع ہو جاتا ہے ، رطوبت سر میں بڑھتی رہتی ہے ، جب ہر جگہ پانی ھی پانی ہو جاتا ہے تو بچہ ھلاک ہو جاتا ہے ۔ یہ رطوبت جمجمہ کی ھڈی کے نیچے جمع ہو جاتی ہے ۔ اگر رطوبت جلد کے نیچے ہے تو ورم کم ہوگا ۔ چنانچہ ایسی صورت میں شگاف بیچ میں عرضاً دینا ہوگا ۔ شگاف کی لمبائی دو انچ سے زیادہ نہ ہونی چاھئے ۔ یہاں تک کہ

رطوبت بھہ جائے ۔ اگر رطوبت زیادہ ہو اور ورم بھی کافی ہو تو اس پر دو متقاطع شگاف (صلیبی +) لگانے چاہئیں ۔ اگر رطوبت ہڈی کے نیچے ہو تو اس کی علامت یہ ہوگی کہ سر کی سیون ہر جگہ سے کھل جائیگی ۔ اور جب دباؤ گے تو ابھری ہوئی معلوم ہوگی اور کچھ اندر کی طرف دبا ہوا محسوس ہوگا ۔ یہ علامت ایسی ہے جو طبیب سے مخفی نہیں رہ سکتی ۔

امام زہراوی کا مذکورہ بالا بیان کلی طور پر فنی حیثیت کا حامل ہے ۔ ان کے اس بیان کی تشریح کے سلسلے میں بعض دیگر حکماء کی آراء نقل کی جاتی ہیں ۔

حکیم بو علی سینا کھوپڑی کی ساخت کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ کھوپڑی کی طبعی ساخت عبارت ہے تین سچی درزوں اور دو جھوٹی درزوں سے ۔ حکیم بو علی سینا کے شارح علامہ محمود آملی لکھتے ہیں کہ ،

«درز حقیقی سے مراد وہ درز ہے جس میں متصلہ ہڈیوں کے زوائد اور دندانے ایک دوسرے کے نشیب میں اس طرح داخل ہو جائیں جس طرح دو آروں کو ملا دیا جائے ۔ درز کاذب سے مراد یہ ہے کہ دونوں ہڈیاں چپکی ہوئی ہوں ۔ یہی سبب ہے کہ بعض لوگ ایسی درز کو درز قشری (چھلکے والی درز) اور بعض زلزاتی یعنی چپکی ہوئی درز کہتے ہیں» ۔

عرب وریدوں کے ذریعہ خون پہنچانے کے عمل سے بھی واقف تھے اور امعائے مستقیم کو غذا پہنچانے کے لئے چاندی کی نلکیاں استعمال کرتے تھے ۔ دنیا کو قرابادین کی پیش کش سب سے پہلے عربوں ہی نے کی اور سب سے پہلی دوا سازی کی دکانیں اور گشتی شفاخانے قائم کرنے والے بھی یہی لوگ تھے ۔

المتوکل کی خلافت کے دوران میں قاہرہ میں شفاخانہ قائم کیا گیا ۔ صلاح الدین ایوبی نے مصر میں متعدد شفاخانے کھولے ۔ قاہرہ کے عامل ابن طولون نے ۸۷۲ء میں ایک شفاخانے کے لئے تین لاکھ روپے کا عطیہ دیا ۔ اس شفاخانہ میں ہر مرض کے علاج کے لئے علیحدہ علیحدہ وارڈ تھے ۔ علاج کے ساتھ مریضوں کو مفت خوراک دی جاتی تھی ۔ بیرونی مریضوں کے لئے الگ شعبہ قائم تھا ۔ جراحی کے وارڈ الگ تھے ۔ صرف بغداد ہی میں نہیں بلکہ تمام اسلامی دنیا میں پاگلوں کے لئے شفاخانے کھولے گئے ۔ جہاں پاگلوں کا علاج انسانی ہمدردی اور زیادہ تندہی سے کیا جاتا ۔ جبکہ مغربی دنیا میں صدیوں بعد بھی ان ذہنی مریضوں کو مجرم ہی سمجھا جاتا تھا ۔ ۸۵ ۔ ۱۱۸۳ء اور بعد ازاں ۹۱ ۔ ۱۱۸۹ء میں علامہ ابن زبیر نے مکہ

مکرمہ کا سفر کیا تو انہوں نے بغداد ، موصل ، حلب اور دمشق میں اعلی درجے کے شفاخانوں کا جال بچھا دیکھا ۔ سلطان صلاح الدین نے ایک بڑے فاطمی محل کو شفاخانے میں تبدیل کیا۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ زنانہ وارڈ الگ تھے اور ان میں طبیب عورتیں تھیں ۔

بغداد کا سب سے بڑا شفاخانہ عضد الدولہ کا تھا ۔ اس کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر کے اکثر شفاخانوں کے پایے کا تھا ۔ صرف یہی نہیں کہ اس کی عمارات کشادہ تھیں اور جدید ترین آلات سے آراستہ تھا بلکہ اس کا عملہ ایسی امتیازی شان کا تھا کہ اس سے بہتر عملہ کبھی کسی دوسرے شفاخانے میں نہ ہوگا ۔ در حقیقت یہ محض شفاخانہ نہ تھا ۔ اس سے سوا تھا ۔ یہ طبی یونیورسٹی تھا جہاں ابو نصر جیسی عظیم ہستیاں پیدا ہوئیں ۔ یہ نامور طبیب امراض چشم کا ماہر تھا ۔ یہیں سرجن ابو الخیر ، ابو صولت مریضوں کا علاج کرتے تھے اور طالبعلموں کو لکچر دیتے تھے ۔

ابو سید کوکو بوری نے اربیلا میں نابیناؤں کے لئے چار شفاخانے بنائے ۔ اس کے علاوہ پرانی بیماریوں کے کئی شفاخانے قائم کئے ۔

فتح اسپین کی ابتدائی دو صدیوں میں اسلامی ثقافت کا دریا اندلس کی سرزمین پر بڑے جوش کے ساتھ بہتا رہا ۔ لیکن گیارھویں صدی عیسوی میں اس کا رخ پلٹ گیا ۔ اور بارھویں صدی عیسوی میں یہ یورپ کی طرف پورے جوش و خروش سے بہنے لگا ۔ اس کی بدولت طب کی تینوں روایتوں (یہودی ، نصرانی اور اسلامی) کو ترجمہ کی صورت میں یکجا ہونے کا موقع ملا ۔ عربی زبان کی بہت سی فنی اصطلاحیں یورپی زبانوں میں رائج ہو گئیں ۔

SYRUP اس محلول کو کہتے ہیں جسمیں شکریانی اور کوئی دوا حل ہو ۔ یہ عربی لفظ شراب سے لیا گیا ہے ۔ لاطینی میں SODA کے معنی درد سر ہے ۔ اور SODANIUM درد سر کا علاج ۔ در حقیقت یہ عربی لفظ صدع سے ہے جس کے معنی شدید درد ہیں ۔ اسی طرح جدید طب کا مطالعہ کیا جائے تو سینکڑوں اصطلاحات عربی سے ماخوذ ملیں گی ۔ مثلاً کافور CANPHOR صندل SANDAL جرم Germ الاکسیر ELIXIR قلنج COLIC ذیابیطس DIABETES وغیرہ ۔

لے گئے تثلیث کے فرزند میراث خلیل
خشت بنیاد کلیسا بن گئی خاک حجاز

★ ★ ★ ★ ★